OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print): 2519-7932
ISSN (Online): 2521-067X
January-June-2026
Vol: 11, Issue: 39
Email: abhaath@lgu.edu.pk
OJS: https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

المختصر القدوری اور الاختیار لتعلیل المختار کی فقہی وتاریخی اہمیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Juristic and Historical Significance of Al-Mukhtasar al-Quduri and Al-Ikhtiyar li Ta'lil al-Mukhtar: An Analytical Study

Muhammad Sagheer bin Kabir Khan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan:
phd-giu-fa24-012@giu.edu.pk

Dr. Muhammad Arshad
[1] Associate Professor, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan:
dr.arshadnwl@gmail.com

Dr. Muhammad Shafeeq
[1] HOD, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan:
muhammad.shafeeq@giu.edu.pk

Abstract

This study examines the juristic and historical significance of two foundational Hanafi works: Al-Mukhtasar al-Quduri and Al-Ikhtiyar li Ta'lil al-Mukhtar. Al-Mukhtasar al-Quduri, written in the 5th century AH, presents the essential rulings of the Hanafi school concisely and systematically. It became one of the principal foundational texts of Hanafi jurisprudence and has remained central in legal education, fatwa writing, and judicial practice.Al-Ikhtiyar li Ta'lil al-Mukhtar, composed in the 7th century AH, is an analytical commentary that explains the reasoning behind selected rulings. It discusses legal principles, differences of opinion, and juristic justification. The study concludes that Al-Mukhtasar provides the textual foundation of Hanafi law, while Al-Ikhtiyar offers analytical depth and legal reasoning. Together, these works played a major role in the development and transmission of Hanafi jurisprudence and remain reliable references today.

Keywords:Al-Mukhtasar al-Quduri, Al-Ikhtiyar li Ta'lil al-Mukhtar, Hanafi Fiqh, Zahir al-Riwayah, Legal Reasoning, Islamic Jurisprudence

اس ریسرچ آرٹیکل میں فقہِ حنفی کے دو اہم مصادر مختصر القدوری اور الاختیار لتعلیل المختار کی تاریخی اور فقہی حیثیت کا منظم جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مختصر القدوری نے پانچویں صدی ہجری سے فقہی روایت میں ایک معتمد متن کی حیثیت اختیار کی اور ظاہر الروایہ کی بنیاد پر مذہب کی مرتب صورت کو محفوظ کیا۔اس کی فنی ساخت، استنادی مقام اور تسلسلِ شروح نے اسے صدیوں تک تدریس وافتاء کا مرکزی ماخذ بنائے رکھا۔

اسی تسلسل میں الاختیار نے متنِ فقہ کو تعلیلی اور تحقیقی جہت عطا کی، مسائل کے دلائل و علل کو واضح کیا اور فقہی ترجیح کے منہج کو منظم انداز میں پیش کیا۔اس طرح یہ آرٹیکل دونوں کتب کے باہمی تعلق، تاریخی ارتقاء اور فقہِ حنفی میں ان کی مرکزیت کو واضح کرتی ہے۔

تعارف

المختصر قدوری ایک نفیس تر فروعات حنفیہ میں نفع بخش اور اپنے فن پہ اک جامع کتاب ہے جس کو زمانے تصنیف کے بعد سے ہی قبولیت عامہ میسر آئی جس پہ بعد کے زمانوں میں بہت ساری شروحات لکھی گئی بہت عمدہ حواشی سے اس کو مزین کیا گیا اور یہ مسائل حنفیہ میں سے معتمد ترین اور مختصر ترین مسائل پر مبنی کتاب ہے جس میں بغیر کسی دلیل وحجت کے عام فہم سادے انداز میں مسائل کو بیان کیا گیا ہے قدوری کو متون معتبرہ جیسے بدایہ، وقایہ، نقایہ، کنز ،المختار، الملتقی وغیرہ میں گنتی کیا جاتا بلکہ متون اربعہ میں سے شمار کیا جاتا ہے یہ فقہ حنفی کی بہت معتبر اور متفق علیہ کتب میں سے ہے زمانہ موجود تک یہ کتاب مختلف مکاتب فکر کے روایتی درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے تقریبا 12,000 مسائل پہ مشتمل ہے جو معتبر ترین کتب سے ماخوذ کیے گئے ہیں ۔

پانچویں صدی سے اب تک

مختصر القدوری جو الکتاب کے نام سے بھی مشہور ہے یہ پانچویں صدی سے اب تک کی صرف ایک کتاب نہیں ہے بلکہ فقہی معیار ہے فقہ حنفی میں اس کا ایسا مقام و مرتبہ ہے جو پانچویں صدی سے لیکر اب تک روز فزوں ہوتا جارہا ہے پہلی صدی میں ہی اس کتاب کو فقہی دروس کے لئے متن کے طور لیا گیا خصوصی طور پہ شام عراق وغیرہ اور بعد میں برصغیر پاک وہند میں بھی متن کی حیثیت سے مشہور تھی اور اب بھی ہے علمائے کرام نے اس کتاب کو اقوال حنفیہ کی معتبر و معتمد و مستند اور مختصر و منظم جمع قرار دیا ہے جس کی بنیاد پہ طلباء کرام کے لئے بنیادی سنجیدہ مطالعہ کی

شروعات اسی سے ہوتی ہے اس کو فقہ حنفی کے بنیادی متون میں گنا جاتا ہے جس کے بعد علامہ مرغینانی کی ہدایہ اور فتاوی قاضی خان وغیرہ جیسی کتب آتی ہیں ۔

جدید دور اور قدوری

آج کے جدید دور میں قدوری کی اہمیت و حیثیت اس سے بھی عیاں ہے کے اس کو اب بھی پاکستان ہندوستان بنگلہ دیش ترکی ایران شام نیپال اور دیگر ممالک میں ابتدائی درس کی کتاب کے طور پہ نور الایضاح کے بعد مرکزی متن سمجھا جاتا ہے نئ تصنیفات اور جدید فقہی ضروریات باوجود قدوری کو کلاسیکی معتبر و مستند حوالہ سمجھا جاتا ہے اس کی حیثیت اس اعتبار سے بھی مسلم ہے کہ قانون سازی میں جب مسلم ممالک پرسنل قوانین کی بات کرتے ہیں تو قدوری کے سادہ جامع جملے قانون سازی میں کلیدی رول ادا کرتے ہیں جدید رسرچ میں جب مختلف مسالک کی ابتدائی کتب کا تقابل کیا جائے تو یہ کتاب اول درجے میں آتی ہے کیونکہ اس میں غیر ضروری ابحاث نہیں ہیں بلکہ خالص قوانین فقہیہ کو بیان کیا گیا ہے۔

ظاہر الروایہ کی مکمل پیروی

اس کتاب کو حنفی فقہ میں ظاہر الروایہ کی امین کے طور پہ جانا جاتا ہے کیونکہ امام قدوری(متوفی 428ھ) نے اپنی کتاب میں ان مسائل کو جمع کیا ہے جو ائمہ ثلاثۃ سے انتہائی معتمد و مستند ذرائع سے منقول ہیں اس کی اہمیت کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ اس سے پہے فقہی مسائل بکھرے ہوئے تھے مصنف نے انکو منظم ڈھانچے میں ڈھال کر مسائل کو کو گویا موتیوں کی عمدہ لڑی میں پرودیا ہے جنھوں نے فقہ حنفی کی بنیاد کو مزید مضبوط و مستحکم کر دیا ہے چونکہ یہ کتاب ظاہر الروایۃ مسائل پہ مبنی متقدمین متون میں سے شمار کی جاتی ہے اس لئے مفتی عموما قدوری کی طرف سب سے پہلے رجوع کرتا ہے۔

متن کی فنی حیثیت حجیت اور برکت

قدوری کا متن جامع مختصر معتمد ہونے میں متون اربعہ میں سے اول درجہ رکھتا ہے اس میں مسائل بہت مختصر واضح اور بغیر غیر ضروری دلائل کے بیان کیے گے ہیں یہ کتاب کوئی زیادہ لمبی چوڑی نہیں ہے میرے سامنے جو نسخہ ہے اس کے ٹوٹل صفحات مع فہرست 510 ہیں جو مکتبہ امام احمد رضا کی مطبوعہ ہے مصنف نے لاکھوں ہزاروں مسائل میں سے صرف 12 ہزار مسائل کو منتخب کیا ہے ان میں بھی عبارت کی روانی اور زبان کی سادگی مسائل کی عمدگی اور حسن ترتیب کا بہترین لحاظ رکھا ہے امام قدوری نے جو اسلوب اختیار فرمایا وہ بھی عمدہ عام فہم اور سادہ ہے اپ نے 60 عنوانات کو کتاب اور باقی کے عنوانات کو باب سے نام سے شروع کیا ہے اپ پہلے کتاب یا باب سے مرکزی عنوان

قائم کرتے ہیں پھر فوراآیت سے یاپھر حکم شرعی یا تعریف سے مسئلے کی وضاحت کرتے ہیں جیسے اسی مکتبہ کی مطبوعہ صفحہ 15 کتاب الطہارہ" یاایها الذین امنوا اذا قمتم "جیسے باب الانجاس صفحہ 40 پہ ہے"تطہیر النجاسة واجب"وغیرہ تاکہ طالب علم کو کسی قسم کی خلش نہ ہو وہ باب یا کتاب شروع کرتے ہی اسکے شرعی حکم سے واقف ہو جائے اسی طرح صفحہ 97 پر مرکزی عنوان یہ قائم کیاہے"باب الشہید"وضاحت کرتے ہوئے آغاز میں شہید کا حکم نہیں بتایابلکہ پہلے اس کی تعریف بیان کی ہے تاکہ طالب علم جان سکے کہ ہر وفات یافتہ کوشہید نہیں کہاجائے گابلکہ شہید اسے ہی کہیں گے جو مخصوص حالت وطریقے سے قتل ہوا ہو۔ چنانچہ امام قدوری رقمطراز ہیں:

الشهيد من قتله المشركون أو وجد في المعركة وبه أثرالجراحة أو قتله المسلمون ظلما ولم يجب بقتله دية

شہید وہ ہے جسے مشرکین نے قتل کر دیا ہو یا وہ میدانِ جنگ میں مقتول پایا جائے اور اس کے جسم پر زخم کے نشانات بھی ہوں، یا اسے مسلمانوں نے ظلماً قتل کر دیا ہو اور اس کے قتل کی وجہ سے ابتداءً دیت واجب نہ ہوئی ہو۔

برکت

حاجی خلیفۃ نے کشف الظنون میں قدوری کی برکت کے حوالے سے لکھاہے:

ان الحنفية يتبركون بقرائته فى ايام الوباء وهو كتاب مبارك[1]

صاحب انوار ادعیہ بیان کرتے ہیں کہ احناف ایام وباء وبلاء میں قدوری کو بطور برکت پڑھتے ہیں یہ ایک مبارک کتاب ہے جو اسکو حفظ کرلے وہ فقر سے نجات پاجائے گا

مزید آپ لکھتے ہیں مذہب حنفی میں قدوری کو الکتاب کے نام سے موسوم کیا جاتاہے یہ نہات مضبوط مستند اور جید ائمہ کے درمیان اک رائج متن ہے یہ اتنی مشہور کتاب ہے جو کسی بیان کی محتاج نہیں ہے جس نے اس کتاب کو کسی صالح استاد سے پڑھا اور کتاب کے اختتام پہ اس استاد نے برکت کی دعا تو پڑھنے والے کو اس کے مسائل کے برابر دراہم وغیرہ مل جائیں گے۔

[1] مصطفی بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ المکتبہ المثنی دار الکتب العلمیہ ، ج 2 ، ص 1631
Muṣṭafā bin Abdullah, *Kashf al-Ẓunun ‘an Asāmi al-Kutub wa al-Funun*, al-Maktabah al-Muthannā, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah. Vol 2, p 1631,

قدوری کا تاریخی ارتقاء اور اسکی شروحات کا تسلسل

قدوری کا تاریخی ارتقاء اس بات اور اس نہج سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کے ہر صدی کے بڑے عالم نے اس پہ کام کرنے کو اپنے لئے باعث فخر جانا ہے اور سعادت سمجھی ہے صاحب ھدایہ کی ہدایہ محتاج بیان نہیں صاحبِ ہدایہ کے دل میں تخیل پیدا ہوا کہ فقہ حنفی میں کوئی ایسی جامع کتاب تحریر کر دی جائے جو فقہ کے تمام مسائل کو جامع ہو اور مختصر بھی ہو تو آپ نے مختصرُ القدوری اور امام محمد کی جامع صغیر کو سامنے رکھتے ہوئے بِدایۃُ المُبتدی کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی گویا قدوری کے بغیر ہدایہ کا تصور مکمل نہیں ہوتا یہ اتنی عمدہ اور جامع کتاب ہے فقہِ حنفی میں صاحب ہدایہ مجتہد یعنی اصحاب تخریج و ترجیح کے درجے پر فائز تھے۔ان کی ہی کتاب ہدایہ جب سے لکھی گئی تب سے آج تک عُلما کے زیر مطالعہ رہی ہے اور غالب اکثریت مدارس کے نصاب کا حصہ رہی ہے صاحب ھدایہ جب مسائل کی شرح کرتے ہوئے الکتاب لکھیں تو اس سے انکی مراد المختصر قدوری ہوتی ہے۔ سلطنت عثمانیہ اور مغلیہ دور میں بھی مختصر القدوری کو عدالتی نظام میں اور فتاوی عالمگیری کو لکھتے وقت بھی اس کو مرکزیت حاصل رہی ہے اور یہ بنیادی ماخذ کے طور رائج تھی اور بہت سارے مسائل میں اس کو پیش نظر رکھا جاتا رہا ہے۔

قدوری کی ہمہ گیریت اور مرکزیت

امام قدوری کی الکتاب کی اہمیت ان کے دور سے لیکر اس زمانے تک صرف ایک کتاب کی حد تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس کے جامع متن اور معیاری ہونے کی وجہ سے ایک پوری علمی روایت کی بنیاد رکھی ہے جو صدیوں میں پھیلی اور بدلتی رہتی ہے ان میں سے درج ذیل علمائے کرام ائمہ عظام نے بنیادی کرادر ادا کیا ہے۔ علامہ مرغینانی (چھٹی صدی ہجری) کی کتاب الہدایہ شرح بدایہ اپ نے دو متن قدوری اور جامع صغیر کو لیکر ایک نیا الگ منفرد بہترین جدید ترتیب شدہ متن تیار کیا جسے بدایہ المبتدی کے نام سے موسوم کیا ہے چونکہ یہ اسکی طوالت بڑھ گئی تو اپ نے اس کا اختصار کیا جسے ہدایہ کہا جاتا ہے۔امام ابو بکر الحدادی (آٹھویں صدی ہجری) کی کتاب الجوہرۃ النیرۃ قدوری کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی آسان ترین شروحات میں سے ایک ہے۔انہوں نے قدوری کے مختصر جملوں کی ایسی تشریح کی کہ وہ عام مفتیوں اور قاضیوں کے لیے فیصلہ کن بن گئی بر صغیر اور عرب دنیا میں فتویٰ نویسی کے لیے اسے بنیادی شرح مانا جاتا ہے۔ علامہ اکمل الدین البابرتی (آٹھویں صدی ہجری) کی کتاب العنایہ شرح الہدایہ (بالواسطہ قدوری کی شرح) میں انہوں نے قدوری کے مسائل کو منطقی اور عقلی بنیادوں پر ثابت کیا۔ ان کے کام سے یہ ثابت ہوا کہ قدوری کے مختصر مسائل محض اقوال نہیں بلکہ ان کے پیچھے ایک مضبوط اصولی ڈھانچہ موجود ہے۔

علامہ عبدالغنی الغنیمی المیدانی (تیرہویں صدی ہجری) کی کتاب اللباب فی شرح الکتاب جو شرح قدوری کی اہمیت کی دوبارہ زندگی کہلاتی ہے۔ علامہ میدانی نے اس وقت یہ شرح لکھی جب خلافتِ عثمانیہ میں قانونی اصلاحات ہو رہی تھیں۔ انہوں نے ثابت کیا کہ قدوری کا متن جدید دور کے مسائل حل کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ آج بھی مدارس اور جامعات میں یہ سب سے معتبر شرح مانی جاتی ہے۔ شیخ الاسلام علامہ مرتضیٰ زبیدی یا شیخ عبدالحی لکھنوی (13ویں،14ویں صدی) نے حواشی اور تعلیقات کے ذریعے قدوری کے مسائل کی تصحیح اور جدید مسائل پر ان کا انطباق (Application) کیا۔ ان کی کاوشوں سے قدوری صرف ایک قدیم کتاب نہیں رہی بلکہ ایک زندہ فقہ کے طور پر بیسویں اور اکیسویں صدی میں داخل ہوئی۔

قدوری کی استنادی حیثیت

علامہ محمد بن احمد القدوری نے علم فقہ و حدیث اپنے استاد رکن اسلام انو عبداللہ محمد بن یحی بن مہدی الجرجانی (م 398ھ) سے حاصل کیا یہ امام ابو بکر الجصاص (م 370 ھ) کے تلمیذ رشید تھے علامہ جصاص نے ابو الحسن عبید اللہ کرخی (م 340ھ) سے علم حاصل کیا علامہ کرخی نے علامہ ابو سعید احمد بن حسین البردعی (م 317 ھ) سے شرف تلمذ پایا علامہ بردعی علامہ نے ابو موسی سلیمان بن جوزجانی بغدادی (متوفی 200ھ) سے فیض پایا علامہ موسی امام محمد الشیبانی کے علم پر وردہ اور مایہ ناز شاگرد ہیں واضح رہے امام محمد سے المبسوط کے بیت سے نسخے مروی ہیں سب سے بہترین نسخہ علامی جوزجانی کا ہے امام محمد (م 189ھ) امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم (م 113ھ) کے شاگرد ہیں اور یہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (م 150ھ) کے شاگرد ہیں یوں کہا جاسکتا ہے قدوری کی سند صرف پانچ واسطوں سے امام محمد سے جا ملتی ہے جس سے المختصر قدوری کی استنادی حیثیت واضح ہوتی ہے۔

امام قدوری کا فقہی مقام اور قدوری کی فقہی حیثیت

علامہ ان کمال پاشا نے آپ کو اور علامہ مرغینانی کو مجتہدین کے طبقہ خامسہ یعنی اصحاب ترجیح میں شمار کیا ہے بعض انکو طبقہ رابعہ اصحاب تخریج بلکہ بعض انکو طبقہ ثالثہ مجتہد فی المسائل میں بھی شمار کرتے ہیں جس سے انکی فقہی شان اور المختصر قدوری کی فقہی حیثیت روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر و باہر ہوتی ہے[2]۔

---

[2] ابن کمال پاشا، طبقات الفقہاء، اصدار مرکز انوار العلماء للدراسات، عمان، اردن، ص 66

Ibn Kamāl Pāsha, *Ṭabaqāt al-Fuqahā'*, iṣdār: Markaz Anwār al-'Ulamā lil-Dirasāat, Amman, Urdun ,P 66

الاختیار لتعلیل المختار کی تاریخی و فقہی حیثیت

الاختیار لتعلیل المختار حنفی فقہ میں اک نفع بخش اور اپنے فن پر اک جامع کتاب ہے جس کو زمانے تصنیف کے بعد سے ہی قبولیت عامہ میسر آئی جس پہ بعد کے زمانوں میں بہت ساری شروحات لکھی گئی بہت عمدہ حواشی سے اس کو مزین کیا گیا اور یہ مسائل حنفیہ میں سے معتمد ترین اور جامع تر مسائل پر مبنی کتاب ہے کتاب نام ہی بڑا معنی خیز ہے علمی گہرائی پر دلالت کرتا ہے اختیار کا مطلب ہے انتخاب کرنا اختیار کرنا پسندیدہ چیز کا چناؤ اور تعلیل کا معنی ہے کسی قول بات حکم یا مسئلے کی علت کی وضاحت و تفصیل کرنا جبکہ المختار کا معنی ہے مصنف کی پہلی لکھی ہوئی مختصر کتاب جس کی شرح اختیار ہے گویا پورا مطلب یہ ہوا منتخب شدہ کی علت کا پسندیدہ چناؤ یا پسندیدہ تفصیل جو منتخب مسائل کی تفصیل کرے یا مختار کی وجوہ کی بہترین تفصیل گویا یہ نام ہی کتاب کو دیگر کتب سے ممتاز بناتا ہے اور اس کتاب کی منفرد حیثیت کو واضح کرتا ہے کہ یہ صرف شرح نہیں ہے بلکہ مصنف کے منتخب کردہ مسائل جو زندگی بھر کا نچوڑ ہیں جسکی بنیاد مصنف کی فقہی بصیرت اور علمی تجربہ ہے گویا بہترین مواد بڑی عمدگی واحتیاط سے سے مرتب کیا گیا ہے اور تعلیل کا لفظ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ان مسائل کو بڑی عمدہ تعلیل اور واضح دلیل کیساتھ لیا گیا صرف حکم کی نشاندہی نہیں کی گئی بلکہ منتخب کردہ رائے کو پوری علت اور دلیل کیساتھ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

المختار کا پس منظر

اللہ تعالی کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا اللہ کی حمد و ثنا اس کی بے شمار نعمتوں پر میں اس کے شاندار احسانات کے لیے اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس بات کو میں قیامت کے لیے گواہی کے طور پہ تیار کر رہا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول، اس کے رسولوں کے سرادر اور اس کے تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ آپ پر آپ کے اہل و عیال اور آپ کے تمام ساتھیوں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں اور میں اس کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ان لوگوں میں سے بنایا جو آپ کی سنت کی راہ پہ چلے اور اس پر عمل کیا، اور جس نے آپ کی شریعت کو اپنایا اور اس میں سے پانی پیا، ایسی حمد کے ساتھ جس پر اس کی نعمتیں غالب ہیں اور اس کے عطیات نے اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔

اس حمد و صلوہ کے بعد بات یہ ہے کہ ایک شخص جس کی درخواست کا جواب دینا مجھ پر لازم ہے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے لیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب فکر کے مطابق فقہ پر ایک مختصر رسالہ جمع کروں، اپنے آپ کو حنفی مکتب فکر تک محدود رکھوں اور ان ہی کے فتاوی پر اعتماد کروں۔ چنانچہ میں نے اس کے لیے یہ مختصر

کام مرتب کیا جیسا کہ انھوں نے چاہا اور میں نے اس کا نام رکھا المختار للفتوی کیونکہ اس کو علمائے کرام کی طرف سے تلقی بالقبول سے نوازا گیا انھوں نے ان مسائل کو منتخب کیا اور پسندیدگی کا اظہار کیا تھا [3]۔

المختار کے رموز کے لئے علمائے وقت کی درخواست

جب فقہاء کی ایک جماعت نے اسے حفظ کر لیا اور یہ رسالہ مشہور ہو گیا اور علماء کرام میں اس کا ذکر پھیل گیا اور عام ہو گیا تو میرے چند بزرگوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو علامتوں کے ساتھ مزین و مرصع کر دوں جس سے باقی فقہاء کے مسائل معلوم ہو سکیں، تاکہ اس کا فائدہ زیادہ ہو اور اس کے ثمرات بھی عام ہوں۔ چنانچہ میں نے اس کی درخواست کا جواب دیا اور میں نے خدا سے مدد مانگنے اور اس پر بھروسہ کرنے کے بعد اس کے مقصد کو حاصل کرنے میں جلدی کی میں نے اس سے استخارہ کر کے رہنمائی طلب کی اور اپنے معاملات مالک حقیقی کے سپرد کیے اور میں نے ہر ایک فقیہ کے نام کو حروف تہجی سے کسی ایک حرف کے ساتھ منتخب کیا جو ان فقہیہ علیہ الرحمہ کی ذات پر دلالت کرتا ہے۔

رموز برائے فقہائے حنفیہ

امام ابو یوسف کے لیے (س) منتخب کیا ،امام محمد کے لیے (م) کو پسند کیا، جبکہ ان دونوں یعنی صاحبین کے لیے (سم) کو لیا اور امام زفر کے لیے (ز) کو متعین کیا اور امام شافعی کے لیے (ف) کو چنا تھا اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ سب سے اعلیٰ ہے، وہ مجھے اس کو مکمل کرنے میں کامیابی عطا فرمائے، اور جب میں اسے مکمل کر لوں تو اس پر میرے لیے خوشی کی مہر ثبت کرے۔ بے شک وہ اس کا نگہبان اور اس پر قادر ہے۔ وہ ہی میرے لیے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے [4]۔

---

[3] عبداللہ بن محمود الموصلی، الاختیار لتعلیل المختار، مکتبہ رشیدیہ، ج1ص 9

Abdullāh bin Mahmood al-Mawṣili, *al-Ikhtiyār li-Ta'lil al-Mukhtār*, matbu'a: Maktabah Rashidiyyah , Vol1, P 9

[4] عبداللہ بن محمود الموصلی، الاختیار لتعلیل المختار، مکتبہ رشیدیہ، ج1ص 10

Abdullāh bin Mahmood al-Mawṣili, *al-Ikhtiyār li-Ta'lil al-Mukhtār*, matbu'a: Maktabah Rashidiyyah , Vol1, P 10

الاختیار لتعلیل المختار کی وجہ تصنیف

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے لیے ایک سچا سید ھا دین مقرر کیا اور ہمیں اس کی طرف سیدھے راستے پر چلایا اور ہمیں سیکھنے اور سکھانے والوں میں سے بنایا۔ حمد ہے اس کے لیے جس کی رحمت اور فضل عام ہے اور جس نے اپنی عنایات اور نعمتوں کو وسیع کر رکھا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں یہ گواہی ہے کہ میں اس کی نعمتوں کی کثرت کو بڑھانا چاہتا ہوں اور اس گواہی کے ذریعہ میں اس کی فراخی کی کثرت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں جنہوں نے اپنے مشن کے ذریعے حق کو بکھرنے کے بعد متحد کیا اور اپنے پیغام کے ذریعے باطل کی قوتوں کو ان کے غلبہ کے بعد کچل دیا۔

اس حمد و ثناء کے بعد اپنی جوانی کے ابتدائی دور میں میں نے اپنے کچھ مبتدی طلباء کے لیے فقہ پر ایک مختصر رسالہ مرتب کیا تھا میں نے اسے "المختار للفتوی" کے نام سے موسوم کیا تھا جس میں میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو اختیار کیا تھا کیونکہ یہی اول اور اولی تھے۔

جب اس رسالہ کو علما اور بعض فقہاء کے درمیان پہنچایا گیا تو انہوں نے مجھ سے اس کی شرح کرنے لکھنے کا اظہار کیا ایسی شرح جس سے اس مختصر کے مسائل اور ان کے معانی کی وجوہات معلوم ہوں ان کی شکلیں واضح ہوں، ان کی بنیادوں پر روشنی ڈالی جائے اور ان شاخوں کا تذکرہ کیا جائے جن کی محتاجی اور ضرورت ہے اور منقول میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے اور اس میں میں اپنے اصحاب کے درمیان اختلاف رائے کو بیان کرتا ہوں اور میں ان کی انصاف پسندی کے لیے وضاحت کرتا ہوں چنانچہ میں نے اپنے رب سے استخارہ کے ذریعے سے راہنمائی مانگی اور اپنا معاملہ اسی کے سپرد کیا اور میں اسی کی مدد مانگتے ہوئے اور اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے اس شرح کا آغاز کیا اور میں نے اس کا نام رکھا: ”الاختیار لتعلیل المختار“ اور میں نے اس میں ایسے مسائل کا اضافہ کیا جن پہ عموم بلوی ہے اور ایسی روایات لائی جن کی فتوی جاری کرنے میں حاجت پڑتی ہے یہ ایسی شرح ہے جسکی (عوام) ابتدائی طالب علموں کو ضرورت ہے اور (خواص) منتھی طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے اس شرح کی تکمیل اور درستی کی توفیق عطا فرمائے اسے میرے لئے مغفرت کا ساماں بنائے مجھے اپنی طرف رجوع کی توفیق دے وہ

ہر چیز پر قادر ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے وہی میرے لیے کافی ہے وہ بہترین محافظ بہترین مالک اور بہترین مدد کرنے والا ہے[5]۔

سند کا سلسلہ

عبد الله بن محمود الموصلی،عن امام جمال الدین احمد بن المحمود الحصکفی،عن فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی متوفی ،عن ظہیر الدین حسن بن علی المرغینانی،عن عبدالعزیز بن عمر بن مازه،عن شمس الائمه السرخسی ،عن شمس الائمه الحلوانی،عن القاضی ابو علی النسفی،عن محمد بن الفضل،عن سباذمونی،عن عبدالله بن حفص الکبیر، عن امام محمد بن الحسن الشیبانی،عن امام اعظم ابو حنیفه۔

متون اربعہ میں مقام

الاختیار کو متون معتبرہ جیسے بدایہ ،وقایہ، نقایہ ،کنز،المختار،الملتقی، قدوری وغیرہ میں گنتی کیا جاتا بلکہ متون اربعہ میں سے شمار کیا جاتا ہے یہ فقہ حنفی کی بہت معتبر اور متفق علیہ کتب میں سے ہے زمانہ موجود تک یہ کتاب مختلف مکاتب فکر کے روایتی درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔

احادیث کی تخریج

اس کتب کی علمی اہمیت کا اس سے بھی پتا چلتا ہے کے جہاں اس پہ بہت ساری شروحات لکھی گئی وہاں اس میں موجودہ احادیث کی تخریج بھی مشہور محدث علامہ قاسم بن قطلوبغا نے کی جس کا نام ہے "التعريف والإخبار بتخريج أحاديث الاختيار" تاکہ اس کو نقلی دلائل کے ذریعے مزید معتبریت حاصل ہو اور اسکے دلائل مزید پختہ ہوں اس میں احادیث کی تخریج اسناد کی جانچ پرکھ انکے اصل مصادر تک نشاندہی کی گئی ہے گویا یہ کتاب فقہ حنفی میں فن تخریج کی اک جامع عمدہ دستاویز ہے۔

اہم مصادر اور طریقہ تحقیق

چونکہ الاختیار لتعلیل المختار کی تصنیف دو اہم مرحلوں میں ہوئی پہلے مرحلے میں المختار مصنف نے امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال کو درج فرمایا تھا پھر آپ نے دوسرے مرحلے میں الاختیار کو لکھا

---

[5] عبداللہ بن محمود الموصلی، الاختیار لتعلیل المختار، مکتبہ رشیدیہ، ج1ص 10
Abdullāh bin Mahmood al-Mawṣili, *al-Ikhtiyār li-Ta'lil al-Mukhtār*, matbu'a: Maktabah Rashidiyyah , Vol1, P 10

جس میں آپ نے ہر مسئلہ کی تعلیل تخریج ترجیح وغیرہ کاالتزام فرمایااوراس میں درج ذیل کتب کو بطور مصادر وماخذ کے پیش نظر رکھا جن میں کتب ظاہر الروایہ اور المبسوط امام سرخسی کی اور بدائع الصنائع امام کاسانی کی ہدایہ علامہ مرغینانی کی اور المحیط برہانی علامہ برہان الدین مازہ کی اور قدوری کوامام احمد بن محمد القدوری کی اس میں بھی اپ نے پہلے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی پھر صاحبین کے اقوال کو لایااور پھر متاخرین کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔

خصوصیات

امام موصلی نے اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں المختار کو لکھا اس کا مقصد ایک جامع اور مختصر کتاب جس کو فقہاء کرام فتوی کے لیے حوالہ کے طور پہ استعمال کر سکیں اور عام علماء کرام کے لئے مسائل تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے طلباء کرام کو حفظ کرنے میں کامیابی حاصل ہو جائے اور عام عوام کے لئے عمل کرنے کے لیے اس سے آسانی سے راہنمائی لے سکیں اس میں فروعی اختلافات اور فقہی تعلیلات کو بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر لکھا گیا تاکہ زیادہ لوگ اس کو افادہ اور استفادہ کے طور پر استعمال کر سکیں اس مختصر کو طلباء کرام اور علماء عظام کی طرف سے بہت پذیرائی ملی اس کی مقبولیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کی مشہور حنفی کتب نے اسے ماخذ کے طور پر استعمال کیا جیسے وقایہ کنز بحر در مختار ردالمحتار وغیرہ بطور استشہاد صرف تین امثلہ فتاوی شامی کی ملاحظہ فرمائیں جس میں اس کو بطور ماخذ پیش کیا گیا ہے:

وَكَذَا لَوْ كَانَ الْخُرْقُ تَحْتَ الْقَدَمِ اُعْتُبِرَ أَكْثَرُهُ كَمَا فِي الِاخْتِيَارِ[6]

لَكِنْ مَا بَحَثَهُ فِي الْبَحْرِ صَرَّحَ بِهِ فِي الِاخْتِيَارِ حَيْثُ قَالَ[7]:

وَفِي الْإِمْدَادِ عَنْ الِاخْتِيَارِ[8]

یہ مذکورہ کتب جو خود بطور مصدر استعمال ہوتی ہیں ان کا الاختیار کو بطور بنیادی ماخذ کہ پیش کرنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے اس کتاب نے ایک اہم خلاء کو پر کیا ہے یہ عملی فتوے کے لئے جامع قابل اعتماد ذرائع میں سے ایک ہے المختار کی وسیع مقبولیت کے باوجود طالبان علم فقہ وفقہائے دین متین نے ایک کمی محسوس کی کے ان مسائل کے دلائل

---

[6] ابن عابدین شامی، ردالمحتار، دارالفکر بیروت، ج1، ص273

Ibn ʻAbidin Shāmi, *Radd al-Muḫtār*, Dār al-Fikr, Beirut, Vol 1, P 273

[7] ایضاً، ص560

Ibid , P 560

[8] ایضاً، ج 2، ص268

Ibid , Vol 2, P 268

کو بھی لکھا جائے جو اس کو مزید مقبول عام بنادیں تا کہ یہ فقہ کے اعلی تعلیمی معیارات پہ پورا اترے اور تا کہ یہ سمجھ آئے کے حکم کیوں دیا گیا اسکی دلیل کیا ہے فقہائے حنفیہ اس تک کیسے پہنچے اور کیسے استدلال کیا پس یہ مطالبہ تفقہ کے حصول کے لئے ایک اہم ترین ذریعہ ہو گیا جس سے اصل مسائل سے نکلنے والی فروعات کی نشاندہی ہو جائے تفصیلی مسائل کی وضاحت ہو جائے عملی تطبیقات کا فہم ہو جائے اور معاصر مسائل کی سمجھ بوجھ حاصل کی جاسکے اختلافات تحلیل ہو سکے ترجیح و تطبیق تفصیل ہو جائے مزید اس کی چند واضح خصوصیات میں سے تعلیل پہ خاص توجہ کا مرکوز ہونا متوسط اسلوب کا ہونا دلائل کی جامعیت جیسے قرآن حدیث اجماع قیاس فقہی قواعد سے استدلال اور ترتیب و تنظیم کا عمدہ ہونا بھی شامل ہے۔

زمانہ تالیف

چونکہ مصنف نے جوانی میں مختار کو لکھا جسکا زمانہ تقریبا 620 سے 630 بنتا ہے اسکی شہرت کے بعد اپ نے اپنی پختگی کی عمر میں الاختیار کو لکھا جسکا غالبا 640 سے 650 بنتا ہے آپکی معر اس وقت تقریبا 50 کے قریب قریب تھی اس عمر میں مسائل کی کامل سمجھ علم کی پختگی طلباء کی ضروریات کا درک ہوتا ہے۔

تاریخی ارتقاء

مذکورہ خصوصیات کے پیش نظر یہ کتاب زمانہ تالیف سے لیکر ہر زمانے میں قابل عمل رہی ہے ساتویں صدی ہجری تصنیف کے بعد یہ تیزی سے مقبول ہوئی اور علمی حلقوں میں پذیرائی ملی ۔

عثمانی دور: سلطنت عثمانیہ میں اس کو خاص مقام حاصل رہا اور مدراس سلطانی میں نصاب کا حصہ رہی قاضیوں کی تربیت کے لئے استعمال کی گئی مجلہ احکام عدلیہ کے وقت بھی مرجع رہی۔

برصغیر میں: مغل اور بعد کے ادوار میں یہاں کے علماء نے اسے بڑی اہمیت دی اور اردو میں بھی اس کے ترجمے ہوئے اسطرح فتاوی ہندیہ کی تصنیف میں بھی پیس نظر رہی۔

عصر حاضر: آج بھی یہ حنفی فقہ کی معتبر کتب میں شمار ہوتی ہے اور مطبوعات کی کثرت اس کی مقبولیت کا ثبوت ہے اور جامع الازہر کے نصاب میں بھی شامل ہے جو کے قدیم ترین یونیورسٹی ہے الازہر کے علاوہ یہ دنیا بھر کی اسلامی یونیورسٹیز میں اور مدارس دینیہ میں نصاب کا حصہ ہے۔

خلاصہ کلام

المختصر القدوری اور الاختیار لتعلیل المختار فقہِ حنفی کی علمی روایت میں متن اور شرح، اساس اور تحلیل، نقل اور تعلیل کی دو تکمیلی جہات ہیں۔ پہلی کتاب نے فقہی سرمائے کو معیاری اور منظم صورت میں محفوظ کیا، جبکہ دوسری

نے اسی سرمائے کو اصولی استدلال اور فقہی بصیرت کے ساتھ مربوط کیا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کتب صدیوں سے نصاب، افتاء، قضاء اور علمی تحقیق میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں اور آج بھی فقہِ حنفی کے تحقیقی مطالعہ میں بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License